اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رمضان کا مہینہ دُعاؤں کا مہینہ ہے

☆ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَ اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ ؕ اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لِیۡ وَ لۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ لَعَلَّہُمۡ یَرۡشُدُوۡنَ (البقرہ: 187)

اور(اے رسولؐ) جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو جواب دے کہ میں اُن کے پاس ہی ہوں جب دعا کرنے والا مجھے پکارے تو میں اُس کی دعا قبول کرتا ہوں سوچاہئے کہ وہ دعا کرنیوالے بھی میرے حکم کو قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تا وہ ہدایت پائیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد

☆حدیث میں آتا ہے کہ رمضان کی ہر رات اللہ تعالیٰ منادی کرنے والے ایک فرشتہ کو عرش سے فرش پر بھیجتا ہے جو یہ اعلان کرتا ہے کہ:

اے خیر کے طالب! آگے بڑھ۔کیا کوئی ہے جو دُعا کرے تاکہ اُس کی دُعا قبول کی جائے ؟کیا کوئی ہے جو استغفار کرے کہ اُسے بخش دیا جائے؟ کیا کوئی ہے جو توبہ کرے تاکہ اُس کی توبہ قبول کی جائے؟کیا کوئی ہے جو سوال کرے جس کو پورا کیا جائے ؟

(شعب الایمان باب فضائل الصوم)

☆حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”رمضان کا مہینہ مبارک مہینہ ہے دُعاؤں کا مہینہ ہے۔“

(الحکم 2/جنوری 1901)

☆نیز جماعت کو دُعا کے حوالے سے نصیحت کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

”اگر تم چاہتے ہو کہ خیریت سے رہو اور تمہارے گھروں میں امن رہے تو مناسب ہے کہ دعائیں بہت کرو اور اپنے گھروں کو دُعاؤں سے پُر کرو۔جس گھر میں ہمیشہ دُعا ہوتی ہے خدا تعالیٰ اُسے برباد نہیں کرتا۔“

(ملفوظات جلد3صفحہ 232)

Back to Top

☆ویسے تو رمضان کی تمام گھڑیاں ہی مبارک اور قبولیتِ دُعا کی گھڑیاں ہیں مگر ایک گھڑی جس کی آقا و مولیٰ حضرت اقدس
محمد رسول اللہ ﷺ نے نشان دہی فرمائی وہ اِفطار کا وقت ہے۔فرمایا

روزہ دار کے لئے اُس کی افطاری کے وقت کی دُعا ایسی ہے جو ردّ نہیں کی جاتی۔

(ابن ماجہ باب فی الصّائم لا ترد دعوتہ)

☆حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

رمضان میں اللہ کا ذکر کرنے والا بخشا جاتا ہے اور اس ماہ اللہ سے مانگنے والا کبھی نامراد نہیں رہتا۔

(جامع الصغیر)

☆سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مذکورہ بالا آیتِ قرآنی کی روشنی میں فرماتے ہیں:

"اس آیت کو روزوں کی فرضیت کی آیت کے ساتھ رکھا گیاہے اور پھر اس سے اگلی آیت میں بھی رمضان کے بارہ میں احکام ہیں۔تو جیساکہ اللہ تعالیٰ فرماتاہے کہ مَیں تو اپنے سے مانگنے والوں کی باتیں سنتاہوں۔لیکن تمہارا بھی تو فرض بنتاہے کہ جو میرے احکامات ہیں اُن کو مانو۔نیک باتوں پر عمل کرو، بری باتوں کو چھوڑو۔یہ تو نہیں کہ صرف دنیاداری کی باتیں ہی کرتے رہو۔کبھی مجھ سے میری محبت کا اظہار نہ ہو۔جب کسی مصیبت میں گرفتارہو تو آجاؤ۔گو ایسے لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ کسی مصیبت میں گرفتار دیکھ کر جب وہ پکارتے ہیں تو اُن کی مدد کرتاہے۔لیکن جب وہ مصیبت سے نکلتے ہیں تو پھروہی باغیانہ رویہ اپنا لیتے ہیں۔تو یہ طریق تو دنیاوی تعلقات میں بھی نہیں چلتے۔توبہرحال خداتعالیٰ فرماتاہے کہ مَیں اپنے اُن بندوں کے قریب ہوں۔اُن کی دعائیں سنتاہوں جو میرے قریب ہیں،جن کو میری ذات سے تعلق ہے۔صرف اپنے دُنیاوی مقصد حاصل کروانے کے لئے ہی میرے پاس دوڑے نہیں چلے آتے۔اب جبکہ تم میرے کہنے کے مطابق روزے رکھ رہے ہو، بہت سی برائیوں کو چھوڑ رہے ہو،نیکی کی تلقین کررہے ہو،نمازوں میں باقاعدگی اختیار کر رہے ہو، نوافل کی ادائیگی کی طرف توجہ دے رہے ہو تو مَیں بھی تمہاری دعاؤں کو سنتاہوں، جواب دیتاہوں۔مَیں تو اس انتظار میں بیٹھاہوں کہ میراکوئی بندہ خالص ہوکر مجھے پکارے تو مَیں اُس کی پکار کا جواب دوں۔اب جبکہ تم خالص ہو کر مجھے پکاررہے ہو،مجھ پر کامل ایمان رکھتے ہو،میرے بندوں کے حقوق بھی ادا کررہے ہو، اُن کاخیال رکھ رہے ہو،رمضان میں غریبوں کے

روزے رکھوانے اور کھلوانے کا بھی اہتمام کررہے ہو، توجہ دے رہے ہو، لڑائی جھگڑوں سے دُور ہو،معاف کرنے میں پہل کرنے والے ہو، انتقام سے دور ہٹنے والے ہو،کیونکہ کامل ایمان کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات پر بھی کامل ایمان اور یقین ہو، اس لئے میری صفات کو ہر وقت ہمیشہ مدنظر رکھنے والے بھی ہواور اپنی استعدادوں کے مطابق اُن کو اپنانے والے ہو،تو اے میرے بندو !مَیں تمہارے قریب ہوں،تمہارے پاس ہوں، تمہاری دعاؤں کو سن رہاہوں تمہیں اب کوئی غم اور فکر نہیں ہونا چاہئے۔"

(خطباتِ مسرور جلد1صفحہ441)

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رمضان المبارک کی علّتِ غائی تقویٰ ہے (1)

☆ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یٰا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرۃ:184)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!تم پر روزے اس طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کر و۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد۔

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد

☆حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک بار اُن کو مخاطب کر کے فرمایا:

اے ابوہریرہؓ تقویٰ اور پرہیز گاری اختیار کر وتوسب سے بڑا عبادت گزار بن جائے گا۔

قناعت اختیار کرو توسب سے بڑا شکر گزار شمار ہو گا۔جو اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی دوسروں کے لئے پسند کرو تو صحیح مومن سمجھے جاؤ گے۔جو تیرے پڑوس میں بستا ہے اُس سے اچھے پڑوسیوں والا سلوک کرو تو سچے اور حقیقی مسلم کہلا سکو گے۔کم ہنسا کرو کیونکہ بہت زیادہ قہقہے لگا کر ہنسنا دل کو مردہ بنا دیتا ہے۔

(ابن ماجہ کتاب الزہد باب الورع و التقویٰ)

☆آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سے زیادہ عزت والا کون ہے؟ حضورؐ نے فرمایا:

جو لوگوں میں سے زیادہ متقی ہے وہی زیادہ عزت والا ہے۔

(بخاری کتاب الانبیاء)

☆سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام روزہ کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"تیسری بات جو اسلام کا رُکن ہے وہ روزہ ہے۔روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالَم سے واقف نہیں اُس کے حالات کیا بیان کرے۔روزہ اتنا ہی نہیں کہ اُس میں انسان بھوکا پیا سا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اُسی قدر تزکیۂ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔خدا تعالیٰ کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدِّ نظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اُسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ تَبَتُّل اور اِنقطاع حاصل ہو۔پس روزہ سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرکے جو روح کے لئے تسلی اور سیری کا باعث ہے اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے اُنہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں۔جس سے دوسری غذا اُنہیں مل جاوے۔"

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد1صفحہ 440)

☆پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"شیطان جو سب حملہ آوروں سے زیادہ خطرناک حملہ آور ہے اُس کے وار سے محفوظ رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ترقی کرنے ، اپنی راتوں کو زندہ کرنے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کو مضبوط پکڑنے سے ہی روزے کی اس ڈھال سے ایک مومن صحیح فائدہ اٹھا سکتا ہے اور یہ ٹریننگ کے دن اللہ تعالیٰ نے ہمیں میسر فرمائے۔ جہنم کی آگ سے بچنے کے لئے روزہ تبھی قلعہ کا کردار ادا کرے گا جب قلعہ کے ہر دروازے پر اپنی عبادتوں اور اعمال کے پہرے بٹھائے جائیں گے۔پھر یہ پہرے اور مضبوط قلعہ کی دیواریں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کھڑی کی ہیں ، جہنم کی آگ سے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ہر ایک مومن بندے کو بچائیں گی۔اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول اور تقویٰ پر قدم مارنا ہی ایک مومن بندے کی زندگی میں انقلاب لاتے ہوئے ، ایک مومن بندے کو اس دنیا کی نعماء سے بہرہ وَر کرے گا اور آخرت میں بھی۔پس ہمیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے اس مہیا کردہ انتظام سے فائدہ اُٹھائیں۔اُس کے بتائے ہوئے حکموں کے مطابق یہ دن گزارتے ہوئے تقویٰ میں ترقی کریں ۔"

Back to Top

(خطبات مسرور جلد5صفحہ378)

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رمضان المبارک کی علّتِ غائی تقویٰ ہے (2)

☆ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرہ:184)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!تم پر روزے اس طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد۔

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد

☆حضرت عثمانؓ بن ابی العاص روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

روزے آگ سے بچانے کے لئے ڈھال ہیں۔اُس ڈھال کی طرح جو تم میں سے کسی کو جنگ کے دوران دشمن کے حملہ سے بچاتی ہے۔

(ابن ماجہ)

☆حضرت وابصہ بن معبدؓ بیان کرتے ہیں:

ایک دفعہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپؐ نے فرمایا۔کیا تم نیکی کے متعلق پوچھنے آئے ہو؟میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ۔آپ ؐنے فرمایااپنے دل سے پوچھ۔نیکی وہ ہے جس پر تیرا دل کھٹکے اور تیرا جی مطمئن ہو۔اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تیرے لئے اضطراب کا موجب بنے اگرچہ لوگ تجھے اُس کے جواز کا فتویٰ دیں اور اُسے درست کہیں۔

☆سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام روزہ کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

تقویٰ اختیار کرو۔تقویٰ ہر چیز کی جڑ ہے۔تقویٰ کے معنے ہیں ہر ایک باریک در باریک رگِ گناہ سے بچنا۔تقویٰ اس کو کہتے ہیں کہ جس امر میں بدی کا شبہ بھی ہو اُس سے بھی کنارہ کرے۔"

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 1 صفحہ 411)

☆فرمایا:

تقویٰ کے مضمون پر ہم کچھ شعر لکھ رہے تھے اُس میں ایک مصرع الہامی درج ہوا وہ شعر یہ ہے۔

ہر ایک نیکی کی جڑ یہ اِتقا ہے   اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

اس میں دوسرا مصرع الہامی ہے جہاں تقویٰ نہیں وہاں حسنہ حسنہ نہیں اور کوئی نیکی نیکی نہیں۔

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 1صفحہ 405)

☆ایک موقعہ پرآپؑ فرماتے ہیں:

”تقویٰ اس بات کا نام ہے کہ جب وہ دیکھے کہ میں گناہ میں پڑتا ہوں تو دعا اورتدبیر سے کام لیوے ورنہ نادان ہو گا خدا تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَہٗ مَخْرَجاً وَ یَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَایَحْتَسِبْ(الطلاق)کہ جو شخص تقویٰ اختیار کرتا ہے وہ ہر ایک تنگی اور مشکل سے نجات کی راہ اُس کے لئے پیدا کر دیتا ہے۔متقی در حقیقت وہ ہے کہ جہاں تک اُس کی قدرت اور طاقت ہے وہ تدبیر اور تجویز سے کام لیتا ہے... پس جو شخص دعا اور کوششوں سے مانگتا ہے و ہ متقی ہے۔“

(تفسیر حضرت مسیح موعود تفسیر جلد1صفحہ 424)

☆پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیزفرماتے ہیں:

” ہر احمدی (مؤمن) کو تقویٰ میں ترقی کرنے کے لئے ، اللہ تعالیٰ کی جنتوں کا وارث ہونے کے لئے ، اللہ تعالیٰ کے مُقام کی پہچان ضروری ہے اور یہ پہچان اُس وقت ہو گی جب خالص اللہ تعالیٰ کے ہوتے ہوئے اُس کے احکامات پر عمل کرو گے اور اللہ تعالیٰ نے اُن احکامات میں سے ایک حکم رمضان میں روزوں کی پابندی کا ہمیں دیا ہے...رمضان آیا ہے تو اپنی عبادتوں کے معیار بھی ہمیں بلند کرنے کی ضرورت ہے اور اپنے اعمال پر نظر رکھتے ہوئے اُن کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے۔ایک طالب علم کی طرح جو امتحان کی تیاری کے لئے محنت کرتے ہوئے راتوں کو دن کر دیتا ہے۔“

(خطبات مسرور جلد5صفحہ374تا378)

Back to Top

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رمضان المبارک۔اہمیت،فضیلت،برکات (1)

یا اَیُّھا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرہ:184)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!تم پر روزے اس طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد۔

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد

☆حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا:

اِنَّمَا سُمِّیَ الرَّمَضَانُ لِاَنَّہٗ یَرْمُضُ الذُّنُوْبَ

رمضان کا نام رمضان اس لئے رکھا گیا ہے کیونکہ وہ گناہوں کو جلا کر راکھ کر دیتا ہے۔

☆حضرت سلمان فارسیؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے شعبان کی آخری تاریخ کو ہم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

اے لوگو! تم پر ایک بڑی عظمت(اور شان)والا مہینہ سایہ کرنے والا ہے۔ہاں!ایک برکتوں والا مہینہ جس میں ایک ایسی رات ہے جو(ثواب اور فضیلت کے لحاظ سے)ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے فرض کئے ہیں اور اس کی رات کی عبادت کو نفل ٹھہرایا ہے۔اس مہینہ میں جو شخص کسی نفلی عبادت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرے تو اُسے اُس نفل کا ثواب عام دنوں میں فرض ادا کرنے کے برابر ملے گا۔اور جس نے اس مہینے میں ایک فرض ادا کیا اُسے عام دنوں کے ستّر فرض کے برابر ثواب ملے گا۔اور یہ مہینہ صبر کا(مہینہ) ہے۔اور صبر کا ثواب جنت ہے۔اور یہ ہمدردی و غمخواری کا مہینہ ہے اور ایسا مہینہ ہے جس میں مؤمن کا رزق بڑھایا جاتا ہے۔جو شخص اس مہینہ میں روزہ دار کی افطاری کرواتا ہے تو یہ عمل اُس کے گناہوں کی معافی کا ذریعہ بن جاتا ہے اور اُسے آگ سے آزاد کیا جاتا ہے۔اور اُسے روزہ دار کے اجر کے برابر ثواب ملتا ہے۔بغیر اس کے کہ روزہ دار کے اجر میں کچھ کمی ہو۔(صحابہ کرامؓ بیان کرتے ہیں)ہم نے حضور ﷺ سے سوال کیا۔ہم میں سے ہر ایک کی اتنی توفیق نہیں کہ روزہ دار کی افطاری کا انتظام کر سکے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

Back to Top

اللہ تعالیٰ افطاری کا یہ ثواب اُس شخص کو بھی عطا کرتا جو روزہ دار کو ایک گھونٹ دودھ میں پانی ملا کر دودھ کی کچی لسّی یا کھجور سے یا پانی کے ایک گھونٹ سے ہی روزہ کھلوا دیتا ہے۔اور جو روزہ دار کو سیر کر کے پیٹ بھر کے کھلائے گا اُسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو گا۔اور یہ ایسا مہینہ ہے جس کی ابتداء نزولِ رحمت ہے اور جس کا وسط مغفرت کا وقت ہے۔اور جس کا آخر کامل اجر پانے یعنی آگ سے آزادی کا زمانہ ہے۔اور جو شخص اس مہینے میں اپنے مزدور یا خادم سے اُس کے کام کا بوجھ ہلکا کرتا ہے اور کم خدمت لیتا ہے۔اللہ تعالیٰ اُس شخص کو بھی بخش دے گا اور اُسے آگ سے آزاد کر دے گا۔

(بیہقی بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح)

☆سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں :

”روزوں کا فائدہ ہے اور یقینا ہے، اللہ تعالیٰ کا کلام کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔پس ہم سے جو غلطیاں ہوئیں اُس کی خدا سے معافی مانگنی ہو گی اور یہ عہد کرنا ہو گا کہ اے میرے خدا میری گزشتہ کوتاہیوں کو معاف فرما اور اس رمضان میں مجھے وہ تمام نیکیاں کرنے کی توفیق عطا فرما جو تیرا قرب دلانے والی ہوں اور مجھے اس رمضان کی برکات سے فیضیاب کرتے ہوئے ہمیشہ تقویٰ پر چلنے اور تقویٰ پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرما۔جب ہم اس طرح دعا کریں گے اور اس طرح اپنے جائزے لے رہے ہوں گے تو اُن نیکیوں کی طرف بھی توجہ پیدا ہو گی جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔بہت سی برائیاں بھی چھوڑنی ہوں گی جن کے ترک کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کرنے ہوں گے۔اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق بھی ادا کرنے ہوں گے۔ ورنہ تو ہمارے یہ روزے، روزے نہیں کہلا سکتے۔یہ صرف فاقے ہوں گے۔ایک بھوک ہو گی کہ صبح سے شام تک نہ کھایا، نہ پیا۔“

(خطباتِ مسرور جلد3صفحہ594-595)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں رمضان کے بابرکت ایام سے کامل طور پر مستفید فرمائے۔آمین

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رمضان المبارک۔اہمیت،فضیلت،برکات (2)

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرة:184)

Back to Top

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!تم پر روزے اس طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کر و۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَ اھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد۔

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَا رَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَ اھِیْمَ اِ نَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد

☆رمضان المبارک کی آمد کے ضمن میں آپ ﷺ فرماتے ہیں:

سنو سنو تمہارے پاس رمضان کا مہینہ چلا آتا ہے۔یہ مہینہ مبارک مہینہ ہے جس کے روزے اللہ تعالیٰ نے تم پر فرض

کر دیئے ہیں اس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور سرکش شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے اور اس میں ایک رات ایسی مبارک ہے جو ہزار راتوں سے بہتر ہے جو اس کی برکات سے محروم رہا تو سمجھو کہ وہ نامراد رہا۔

☆آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

یقیناً جنت رمضان کے استقبال کے لئے ایک سال سے دوسرے سال تک سجائی جاتی ہے۔

(باب فی الصیام۔شعب الایمان)

☆ایک دوسری روایت میں فرمایا:

ماہِ رمضان کے استقبال کے لئے یقیناً ساراسال جنت سجائی جاتی ہے۔اور جب رمضان آتا ہے تو جنت کہتی ہے کہ یا اللہ اس مہینہ میں اپنے خالص بندوں کو میرے لئے خالص کر دے۔

(بیہقی شعب الایمان)

☆ایک موقع پر آپ ﷺ فرماتے ہیں:

”رمضان کے مہینہ کا خاص خیال رکھو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے جو بڑی برکت والا اور بلند شان والا ہے۔اُس نے تمہارے لئے گیارہ ماہ چھوڑ دیئے ہیں جن میں تم کھاتے ہو اور پیتے ہو اور ہر قسم کی لذات حاصل کرتے ہو مگر اُس نے ایک مہینہ کو خاص کر لیا ہے۔“

(مجمع الزوائد)

☆روزہ اتنی مبارک عبادت ہے کہ اس میں روزہ دار کی ہر حرکت و سکون عبادت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا:

Back to Top

روزے دار کا خاموش رہنا بھی اُس کے لئے عبادت بن جاتا ہے۔اُس کی نیند بھی اُس کی عبادت شمار ہو گی اور اُس کی دعائیں مقبول ہوں گی اور اُس کے عمل کی جزا بڑھا دی جائے گی۔

(کنزل العمال)

☆ایک اور روایت میں آتا ہے:

روزہ ڈھال ہے اور آگ سے بچانے والا مضبوط قلعہ ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 2صفحہ 402مطبوعہ بیروت)

☆سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مذکورہ بالا آیتِ قرآنی کی روشنی میں فرماتے ہیں:

”اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو روزوں کی فرضیت کی طرف توجہ دلائی ہے۔اور فرمایا یہ اس لئے ضروری ہے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو، تاکہ تم روحانی اور اَخلاقی کمزوریوں سے بچو، تاکہ تمہارے اندر خدا کا خوف پیدا ہو، تاکہ تمہارے اندر یہ احساس پیدا ہو کہ خدا کی ناراضگی مول لے کر کہیں ہم اپنی دنیا و آخرت برباد کرنے والے نہ بن جائیں۔ تاکہ یہ احساس پیدا ہو اور اس کے لئے کوشش کرو کہ ہم نے خدا کا پیار حاصل کرنا ہے۔تو یہ مقصد ہیں جن کے حاصل کرنے کے لئے ہمیں روزے رکھنے چاہئیں اور یہ وہ مقصد ہیں جن کے حاصل کرنے کے لئے ہمیں رمضان کا انتظار ہونا چاہئے۔تبھی ہم گزشتہ سال میں جو رمضان گزرا ہے اُس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے، اُس میں جو ہم نے نیکیاں کی تھیں، جو تقویٰ اختیار کیا تھا، جو منزلیں ہم نے حاصل کی تھیں، اُن کا فیض پا سکتے ہیں۔“

(خطباتِ مسرور جلد3صفحہ 593۔594)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں رمضان کے بابرکت ایام سے کامل طور پر مستفید فرمائے۔آمین

Back to Top

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ　　　　بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قرآن اور رمضان المبارک (1)

☆ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ (البقرہ :186)

رمضان کا مہینہ وہ (مہینہ) ہے جس کے بارہ میں قرآن (کریم) نازل کیا گیا ہے۔(وہ قرآن) جو تمام انسانوں کیلئے ہدایت (بنا کر بھیجا گیا) ہے اور جو کھلے دلائل اپنے اندر رکھتا ہے (ایسے دلائل)جو ہدایت پیدا کرتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْد۔
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْد

☆رسول اللہ ﷺ نے قرآن کریم کے ساتھ رمضان کے گہرے تعلق کو ان الفاظ میں بیان فرمایا

روزے اور قرآن قیامت کے دن بندے کی سفارش کریں گے۔روزے کہیں گے کہ اے میرے رب!میں نے بندے کو دن کے وقت کھانے پینے اور خواہشات سے روکا۔پس اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔اور قرآن کہے گا کہ میں نے اسے رات کو نیند سے روکے رکھا۔پس اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ان دونوں یعنی روزے اور قرآن کی سفارش قبول کی جائے گی۔

☆ایک دوسری روایت حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے یوں مروی ہے کہ:

آپؐ فرماتے تھے:صرف دو شخص قابلِ رشک ہیں۔ایک وہ جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی نعمت عطا فرمائی ہو اور وہ رات کی گھڑیوں میں اُٹھ کر اُس کو پڑھتا ہے اور دوسرے وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مالی فراخی عطا فرمائی ہو اور وہ رات دن اُس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔

(بخاری کتاب فضائل القرآن)

☆سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”قرآن کو بہت پڑھنا چاہئے اور پڑھنے کی توفیق خدا تعالیٰ سے طلب کرنی چاہیئے۔کیونکہ محنت کے سوا انسان کوکچھ نہیں ملتا...ہر ایک شخص کو خود بخود خداتعالیٰ سے ملاقات کرنے کی طاقت نہیں۔اس کے واسطے واسطہ ضروری ہے اور وہ واسطہ قرآنِ شریف ہے اور آنحضرت ﷺ ہیں۔“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 233)

Back to Top

☆آنحضرت ﷺ کے صحابہ کرامؓ جو اہل زبان تھے، عرب تھے۔اُن کو آپ ؐ نے فرمایا:

جس نے تین دن سے کم عرصے میں قرآن کریم کو ختم کیا اُس نے قرآن کریم کا کچھ بھی نہیں سمجھا۔

(ترمذی ابواب القراء ۃ باب ماجاء انزل القرآن علی سبعۃ احرف)

☆حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"قرآن کریم تدبر و تفکر و غور سے پڑھنا چاہئے ......تلاوت کرتے وقت جب قرآن کریم کی آیتِ رحمت پر گزر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ سے رحمت طلب کی جاوے اور جہاں کسی قوم پر عذاب کا ذکر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ کے آگے پناہ کی درخواست کی جاوے اور تدبر و غور سے پڑھناچاہئے اور اُس پر عمل کیا جاوے۔"

(ملفوظات جلد5صفحہ 157)

☆پھر آپؑ فرماتے ہیں:

"آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ قرآن شریف غم کی حالت میں نازل ہوا ہے ،تم بھی اُسے غم کی حالت میں پڑھا کرو۔"

(ملفوظات جلد 3صفحہ152)

☆پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز قرآن کریم کو سمجھ کر پڑھنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جو تلاوت کی ہے اُس کا سمجھنا بھی ضروری ہے تبھی تو آنحضور ﷺ نے ایک صحابی عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا کہ قرآنِ کریم کی تلاوت ایک ماہ میں مکمل کیا کرو تاکہ آہستہ آہستہ جب پڑھو گے ،غور کرو گے ، سمجھو گے تو گہرائی میں جا کر اس کے مختلف معانی تم پر ظاہر ہوں گے لیکن انہوں نے کہا کہ میرے پاس وقت بھی ہے اور اس بات کی استعداد بھی رکھتا ہوں کہ زیادہ پڑھ سکوں تو آپؐ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے پھر ایک ہفتہ میں ایک دور مکمل کر لیا کرو۔اس سے زیادہ نہیں۔تو آپؐ صحابہ ؓ کو سمجھانا چاہتے تھے کہ صرف تلاوت کر لینا ،پڑھ لینا ہی کافی نہیں۔انسان جلدی جلدی پڑھنا شروع کرے تو دس گیارہ گھنٹے میں پورا قرآن پڑھ سکتا ہے لیکن اس میں سمجھ خاک بھی نہیں آئے گی۔"

(خطبات مسرور جلد3صفحہ 625،626)

Back to Top

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قرآن اور رمضان المبارک (2)

☆ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ (البقرہ :186)

رمضان کا مہینہ وہ (مہینہ) ہے جس کے بارہ میں قرآن(کریم) نازل کیا گیا ہے۔(وہ قرآن) جو تمام انسانوں کیلئے ہدایت (بنا کر بھیجا گیا) ہے اور جو کھلے دلائل اپنے اندر رکھتا ہے (ایسے دلائل)جو ہدایت پیدا کرتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَ اھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد۔

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَا رَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَ اھِیْمَ اِ نَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد

☆ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں:

اپنے گھروں میں کثرت سے تلاوت قرآن کریم کیا کرو یقیناًوہ گھر جس میں قرآن نہ پڑھا جاتا ہو وہاں خیر کم ہو جاتی ہے اور وہاں شر زیادہ ہوجاتا ہے اور وہ اپنے رہنے والوں کے لئے تنگ پڑ جاتا ہے۔

(کنز المال ادب المعبرلفصل الثانی فی آداب البیت والنبا)

☆حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآن کی ایک عظیم الشان برکت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”قرآن ایک ہفتہ میں انسان کو پاک کرسکتا ہے اگر صُوری یا معنوی اعراض نہ ہو۔قرآن تم کو نبیوں کی طرح کرسکتا ہے اگر تم خود اُس سے نہ بھاگو۔“

(کشتی نوح ،روحانی خزائن جلد 19 صفحہ27)

☆پھر اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

”تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے اُن کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ “

(کشتی نوح،روحانی خزائن جلد19 صفحہ 13)

☆مزید فرمایا:

” حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل ہیں۔سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس

سے بہت ہی پیار کرو،ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی

الْقُرْاٰنِ کہ تمام بھلائیاں قرآن میں ہیں۔“

☆حضرت خلیفۃ المسیح الاول (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو)فرماتے ہیں:

”شیخ ابن عربی لکھتے ہیں کہ ایک صوفی تھے۔وہ حافظ تھے اور قرآن شریف کو دیکھ کر بڑے غور سے پڑھتے۔ہر حرف پر اُنگلی رکھتے جاتے اور اونچی آواز سے پڑھتے کہ دوسرا آدمی سن سکے۔ایک شخص نے اُن سے پوچھا کہ آپ کو تو قرآن شریف خوب آتا ہے۔پھر آپ کیوں اس اہتمام سے پڑھتے ہیں؟ فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ میری زبان،کان،آنکھ ہاتھ سب خدا کی کتاب کی خدمت کریں۔“

(خطباتِ نور صفحہ 553)

☆پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز نے خصوصاً رمضان المبارک کے حوالہ سے ہر احمدی کو نصیحت فرمائی کہ:

”رمضان اور قرآن کی ایک خاص نسبت ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ جبرائیلؑ ہر رمضان میں جتنا قرآن نازل ہو چکا ہوتا آنحضرت ﷺ کے ساتھ مل کر اُسے دُہراتے تھے۔اس لئے بھی ان دنوں میں قرآن پڑھنے، سمجھنے اور درسوں میں شامل ہونے کی طرف توجہ دینی چاہئے تاکہ اس کا ادراک پیدا ہو ،اس کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہو ،معرفت حاصل ہو ...قرآن کریم کا بھی رمضان میں ہر ایک کو کم از کم ایک دور مکمل کرنا چاہئے۔“

(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 417)

اللہ تعالیٰ ہمیں سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

Back to Top

Back to Top

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سحری وافطاری کے آداب (1)

☆ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ (البقرہ:188)

اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ فجر (کے ظہور) کی وجہ سے (صبح کی) سفید دھاری (رات کی) سیاہ دھاری سے تمہارے لئے مُمتاز ہو جائے۔پھر روزے کو رات تک پورا کرو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَ اھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد۔
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَا رَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَ اھِیْمَ اِ نَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد

☆حضرت عدیؓ بن حاتم مذکورہ بالا آیت کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

جب یہ آیت نازل ہوئی تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی۔یا رسول اللہ !میں نے اپنے تکیے کے نیچے سیاہ اور سفید دو دھاگے رکھے ہوئے ہیں اُنہیں دیکھ کر میں صبح کا اندازہ لگاتا ہوں۔تو آپؐ نے مسکراتے ہوئے فرمایا پھر تو تیرا تکیہ بہت وسیع ہے جس میں مشرق کا سارا اُفق سما جاتا ہے۔فرمایا کہ سفید اور سیاہ دھاگے سے مراد رات کی تاریکی اور دن کی روشنی ہے۔

(بخاری کتاب التفسیر)

☆آنحضور ﷺ سحری میں تاخیر کو پسند فرماتے تھے۔حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا

:

ہم انبیاء کی جماعت کو حکم دیا گیا ہے کہ ہم افطاری جلدی کریں اور سحری تاخیر سے کریں۔اسی لئے آپؐ صحابہ کو تلقین فرماتے کہ عَجِّلُوا الْاِفطَارَ وَاَخِّرُوا السُّحُوْرَ ۔

(ترمذی ابواب الصوم باب فی تأخیر السحور)

☆اسی طرح فرمایا:

جب تم اذان کی آواز سنو اور تمہارے ہاتھ میں کھانے کا برتن ہو تو اُسے نہ چھوڑو یہاں تک کے جتنا کھانا ہے کھا لو۔ایک مرتبہ آنحضور ﷺ سحری سے فارغ ہوئے تو حضرت علقمہ بن علاثہ آگئے۔جب وہ سحری کرنے

Back to Top

لگے تو حضرت بلالؓ اذان دینے کے لئے آگئے۔آپ ؐ نے فرمایا:اے بلال کچھ دیر ٹھہرو یہاں تک کے علقمہ کھانے سے فارغ ہو جائے۔

(لمنتخب من مسند عبد بن حمید صبحی)

☆آپؐ نے سحری کے کھانے کو باعثِ برکت قرار دیا۔فرمایا:

سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کے کھانے میں برکت ہے۔

(بخاری کتاب الصوم)

وہ لوگ جو کسی وجہ سے روزہ نہیں رکھ پاتے یا چھوٹے بچے جن پر روزہ فرض نہیں اُنہیں بھی چاہیئے کہ نمازِ تہجد ادا کرنے کے بعد سحری کے کھانے میں ضرور شامل ہو جایا کریں۔تاکہ اسکی برکتوں سے محروم نہ رہیں۔

☆آنحضور ﷺ فرماتے ہیں:

سَحِّرُوْا وَلَوْبِشُرْبَةٍ مِّنْ مَّآءٍ سَحِّرُوْا وَلَوْبِحَبَّاتِ زَبِيْبٍ فَاِنَّ الْمَلٰئِكَةَ تُصَلِّیْ عَلَيْكُمْ

سحری کرو خواہ پانی کے گھونٹ سے ہی یا انگور کے دانہ سے ہی کیونکہ فرشتے تم پر دعائیں اور درود بھیجتے ہیں۔

(جامع الصغیر)

☆پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیزفرماتے ہیں:

”بعض لوگ سحری نہیں کھاتے، عادتاً نہیں کھاتے یا اپنی بڑائی جتانے کے لئے نہیں کھاتے اوراُٹھ پہرے روزے رکھ رہے ہوتے ہیں اُن کے لئے بھی حکم ہے۔حدیث میں آتاہے۔حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سحری کھایاکرو سحری کھانے میں برکت ہے۔

پھریہ کہ سحری کاوقت کب تک ہے ؟ ایک تو یہ کہ جب سحری کھا رہے ہوں تو جو بھی لقمہ یا چائے جو آپ اُس وقت پی رہے ہیں، آپ کے ہاتھ میں ہے اُس کو مکمل کرنے کا ہی حکم ہے۔روایت آتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایاکہ جس وقت تم میں سے کوئی اذان سن لے اوربرتن اُس کے ہاتھ میں ہوتووہ اُس کو نہ رکھے یہاں تک کہ اپنی ضرورت پوری کرلے یعنی وہ جو کھا رہاہے وہ مکمل کرلے۔“

(خطباتِ مسرور جلد1صفحہ429)

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سحری وافطاری کے آداب (2)

وَ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ (البقرہ:188)

اور کھاؤ اور پیویہاں تک کہ فجر (کے ظہور) کی وجہ سے (صبح کی) سفید دھاری (رات کی) سیاہ دھاری سے تمہارے لئے مُمتاز ہو جائے۔پھر روزے کو رات تک پورا کرو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد۔
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد

☆جس طرح سحری تأخیر سے کرنے کا ارشاد ہے اسی طرح اِفطاری جلدی کرنے کا حکم ہے۔

حدیثِ قدسی ہے:

اللہ تعالیٰ کو وہ لوگ زیادہ پسند ہیں جو افطار ی میں جلدی کرتے ہیں۔

(ترمذی ابواب الصوم)

☆پھر آنحضور ﷺ فرماتے ہیں:

لوگ اُس وقت تک خیر اور بھلائی میں رہیں گے جب تک کہ روزہ جلدی افطار کریں گے۔

(بخاری کتاب الصوم)

دراصل نیکی اطاعت کا نام ہے جس کام کو اللہ اور اُس کا رسول پسند کریں وہی نیکی ہے۔انسان اپنے زور سے اللہ کو راضی نہیں کرسکتا بلکہ اُس کی رضا کی راہوں پر چل کر اُسے پا سکتا ہے۔

☆حضرت انس ؓسے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا:

جو کھجور پائے وہ اُس سے افطاری کرے جو نہ پائے وہ پانی سے افطاری کر لے۔کیونکہ پانی بھی پاک ہے۔

(ترمذی ابواب الصوم)

☆امام ترمذیؒ کہتے ہیں ایک یہ بھی روایت ملتی ہے

سردیوں میں آپ ﷺ کھجور سے افطار کرتے اور گرمیوں میں پانی سے۔

(ترمذی)

☆حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:

"افطاری میں تنوّع اور سحری میں تکلّفات بھی نہیں ہونے چاہئیں اور یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ کہ سارا دن بھوکے رہے ہیں اب پُر خوری کر لیں۔رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں صحابہ کرامؓ افطاری کے لئے کوئی تکلّفات نہ کرتے تھے۔کوئی کھجور سے، کوئی نمک سے،بعض پانی سے اور بعض روٹی سے افطار کر لیتے۔ہمارے لئے بھی ضروری ہے کہ ہم اس طریق کو پھر جاری کریں اور رسول کریم ﷺاور صحابہ کے نمونہ کو پھرزندہ کریں۔"

(تفسیر کبیر جلد2صفحہ396)

☆افطاری کا وقت قبولیتِ دعا کا وقت ہوتا ہے آنحضور ﷺ فرماتے ہیں:

افطاری کے وقت روزے دار کی دعا قبولیت کا شرف پاتی ہے۔

(ابن ماجہ ابواب الصیام)

پس اُس وقت کو دعاؤں اور ذکر الٰہی میں صرف کرنا چاہئے۔

☆دوسروں کی افطاری کروانے کا بھی ثواب بیان ہوا ہے۔فرمایا :

جو کسی روزہ دار کی افطاری کرواتا ہے اُسے اُس روزہ دار کے اجر کے برابر ثواب ملتا ہے۔

(ترمذی کتاب الصوم)

افطاری کا بہت ثواب ہے۔لیکن ان افطاریوں میں اِدھر اُدھر کی باتیں کر کے قبولیتِ دعا کے قیمتی وقت کو ضائع نہیں کرنا چاہئے،نہ ہی ان افطاریوں کے نتیجے میں کسی قسم کا ریاء پیدا ہو۔

☆سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اعتکاف کرنے والوں کی افطاریوں کے تعلق میں فرماتے ہیں:

"پھر شام کو افطاریوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، افطاریاں بڑی بڑی آتی ہیں، ٹرے لگ کے بھر کے۔جو مُعتکِف تو کھا نہیں سکتا لیکن مسجد میں ایک شور پڑ جاتا ہے اور گند بھی ہو رہا ہوتا ہے اور پھر جو لوگ افطاریاں بھیج رہے ہوتے ہیں بعض بڑے فخر سے بتاتے ہیں کہ آج میں نے افطاری کا انتظام کیا ہوا تھا۔کیسی تھی؟کیا تھا؟ یا دوسروں کو بتا رہے ہیں کہ یہ کچھ تھا۔میری افطاری بہت پسند کی گئی۔پھر دوسرے دن دوسرا شخص اس سے بڑھ کر افطاری کا اہتمام کرنے کی کوشش کرتا ہے۔تو یہ سب فخر و مباہات کے زُمرے میں آتی ہیں۔بجائے اس کے کہ خدمت کی جائے یہ دکھاوے کی چیزیں بن جاتی ہیں۔"

(خطباتِ مسرور جلد 2صفحہ782)

Back to Top

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رمضان المبارک کا آخری عشرہ (1)

وَمَا اَدْرٰکَ مَا لَیْلَۃُ الْقَدْرِ ۔ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ ۔ (القدر:2تا4)

یقینا ہم نے اسے قدر کی رات میں اُتارا ہے۔اور تُجھے کیا سمجھائے کہ قدر کی رات کیا ہے۔قدر کی رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد

☆حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں:

”آنحضرت ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے اور آپ ﷺ کا یہی معمول وفات تک رہا۔اس کے بعد آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات بھی ان دنوں میں اعتکاف بیٹھتی تھیں۔“

(بخاری کتاب الاعتکاف)

☆حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں:

آنحضرت ﷺ کے کچھ صحابہؓ کو لیلۃ القدر خواب میں رمضان کے آخری سات دنوں میں دکھائی گئی۔اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے خواب رمضان کے آخری ہفتہ پر متفق ہیں اس لئے جو شخص لیلۃ القدر کی تلاش کرنا چاہے وہ رمضان کے آخری ہفتہ میں کرے۔

(بخاری کتاب الصوم)

☆حضور ﷺ کی آخری عشرہ کی عبادت کا ذکر حضرت عائشہ یوںؓ بیان فرماتی ہیں :

آخری عشرہ میں آنحضرت ﷺ عبادت میں اتنی کوشش فرماتے تھے جو اس کے علاوہ دیکھنے میں نہیں آئی

۔

(صحیح مسلم کتاب الاعتکاف باب الاجتہاد فی العشر الاواخرمن شھر رمضان)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

” حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھابیان فرماتی ہیں کہ آخری عشرہ میں آنحضرت ﷺ عبادت میں اتنی کوشش فرماتے تھے جو اس کے علاوہ دیکھنے میں نہیں آئی۔تو رمضان میں وہ کوشش کیا ہوتی ہو گی جو عام طور پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کے دیکھنے میں بھی نہیں آئی۔اور آپ کی روایات جو رمضان کے علاوہ ہیں وہ ایسی

روایات ہیں کہ اُن کو دیکھ کر دل لرزاُٹھتا ہے کہ ایک انسان اتنی عبادت بھی کر سکتا ہے ساری ساری رات بسا اوقات خدا کے حضور بلکتے ہوئے ایک سجدہ میں گزار دیتے تھے۔جس طرح کپڑا انسان اُتار کر پھینک دیتا ہے اسی طرح آپ کا وجود گرے ہوئے کپڑے کی طرح پڑاہوتا تھا اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا سمجھا کرتی تھیں کسی اَور بیوی کے پاس نہ چلے گئے ہوں۔تلاش میں گھبرا کر باہر نکلتی ہیں اور رسول اللہ ﷺ کو ایک ویرانے میں پڑا ہو ادیکھتی ہیں اور جوشِ گریاں سے جیسے ہانڈی اُبل رہی ہو ایسی آواز آرہی ہوتی تھی۔وہ عائشہؓ جب گھر کو لوٹتی ہو گی تو کیا حال ہوتا ہو گا۔کیا سمجھا تھا اپنے آقا اور محبوب کو اَور کیا پایا۔یہ عام دنوں کی بات ہے یہ رمضان کی بات نہیں ہے۔عام دنوں میں یہ پایا ہے۔ "

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23جنوری 1998)

☆لیلۃ القدر کے بارے حضرت عائشہؓ سے مروی ہے:

میں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا۔اے اللہ کے رسولؐ!اگر مجھے معلوم ہوجائے کہ یہ لیلۃ القدر ہے تو اُس میں مَیں کیا دعا مانگوں۔اس پر حضورؐ نے فرمایا۔تم یوں دُعا کرنا:اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔اے میرے خدا تو بخشنے والا ہے بخشش کو پسند کرتا ہے،مجھے بخش دے اور میرے گناہ معاف کردے۔

(ترمذی کتاب الدعوات)

☆پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیزفرماتے ہیں:

"آخری عشرہ میں تو پہلے سے بڑھ کر خُدا تعالیٰ اپنے بندوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے ،قبولیتِ دعا کے نظارے پہلے سے بڑھ کر ظاہر کرتا ہے بلکہ ان دنوں میں ایک ایسی رات بھی آتی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر کہا ہے اور یہ ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔اس ایک رات کی عبادت انسان کو باخُدا انسان بنانے کے لئے کافی ہے۔تو اگر ہم اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے خالص ہو کر ان چھ دنوں میں ہی خُدا تعالیٰ کے آگے جھکیں گے تو کیا بعید کہ یہ چھ راتیں بلکہ ان میں سے ایک رات ہی ہمارے اندر انقلابی تبدیلی لانے والی ہو ،خُدا کا صحیح عبد بنانے والی ہو اور ہماری دنیا وآخرت سنور جائے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہم اپنے مقصدِ پیدائش کو پہچاننے والے بن جائیں۔"

(خطبات مسرور جلد3صفحہ644,640)

Back to Top

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ　　　　بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رمضان المبارک کا آخری عشرہ (2)

وَمَا اَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۔ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۔ (القدر:2تا4)

یقینا ہم نے اسے قدر کی رات میں اُتارا ہے۔اور تُجھے کیا سمجھائے کہ قدر کی رات کیا ہے۔قدر کی رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَ اھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد۔
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَا رَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَ اھِیْمَ اِ نَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد

☆حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے:

نبی کریم ﷺ رمضان کے مہینہ میں عام معمول سے بھی زیادہ سب سے بڑھ کر سخاوت فرماتے تھے اور جبریلؑ رمضان میں ہر رات آپؐ سے آکر ملاقات کرتے تھے۔یہاں تک کہ حضورؐ کی وفات ہو گئی۔نبی اکرم ﷺ جبریلؑ کو قرآن سناتے تھے اور ...اُن دنوں رسول کریم ﷺ بارش لانے والی ہوا سے بھی اپنے جودو کرم میں بڑھ جاتے تھے۔

(بخاری کتاب الصوم)

☆حضرت خلیفۃالمسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ مذکورہ حدیث کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے دنوں میں اتنا زیادہ خرچ کیا کرتے تھے جیسے تیز ہوا میں اَور بھی تیزی آجائے اور وہ ہواجھکڑ میں تبدیل ہو جائے۔یہ معنی دل پسند معنی ہیں مگر اس روایت میں اس موقعہ پر یہ معنی لینا کہ جبرائیل ایسی حالت میں ملتے تھے کہ آپ سخاوت میں اور لوگوں میں خرچ کرنے میں بہت تیزی دکھایا کرتے تھے وہ وقت ہی ایسا نہیں ہے جس میں باہر نکل کر غریبوں کو ڈھونڈا جائے اور اُن پر کثرت سے خرچ کیا جائے۔راتیں تو آنحضرت ﷺ اور خدا کے درمیان کی راتیں تھیں۔اُن راتوں میں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جبرائیل جب قرآن کریم لے کر آئیں تو آپ کو اس حال میں پائیں یہ ناممکن ہے۔لیکن اَجْوَدُ کا وہ معنی جو اعلیٰ درجہ کی لُغات اِمام راغب وغیرہ سے ثابت ہے اور خیر کا وہ معنی جو اعلیٰ درجہ کی لغات سے ثابت ہے وہ کچھ اَور مفہوم بھی اپنے اندر رکھتا ہے۔

اَجود اُس شخص کو کہتے ہیں جو نیکیوں میں سب سے آگے بڑھ جائے اور خیر حسنہ کو کہتے ہیں صرف مال کو نہیں کہتے۔ ہر بھلی بات جس کی مومن توقع رکھتا ہے اور خدا سے دعا کرتا ہے کہ یہ بھلائی مجھے نصیب ہو اُسے خیر کہا جاتا ہے۔ پس ان معنوں میں جب اس حدیث کو آپ دوبارہ پڑھیں گے تو بالکل ایک اَور مضمون ،ایک نیا جہان آپ کی آنکھوں کے سامنے اُبھرے گا۔ آنحضرت ﷺ کو جب بھی جبرائیل نے دیکھا ہے رات کو آپ اُن نیکیوں میں غیر معمولی آگے بڑھنے والے تھے جن نیکیوں میں دوسرے لوگ اُن میدانوں میں ذکر الٰہی میں اپنے آپ کو گم کر دیتے تھے اور خیر کے جتنے بھی پہلو ہیں مال کے علاوہ ،اُن سارے پہلوؤں میں محمد رسول اللہ ﷺ میں ایسی تیزی آئی ہوتی تھی جیسے جھکڑ چل رہا ہو۔... ان معنوں میں جبرائیل نے حضرت محمد ﷺ کو جب بھی دیکھا ہے ہر نیکی میں اتنی تیزی آئی ہوتی تھی کہ جیسے جھکڑ چل رہا ہو اور یہ تیزی ذکر الٰہی کی تیزی تھی، خدا کی ذات میں ڈوب جانے کی تیزی تھی۔

پس اس پہلو سے حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی پیروی کر کے دیکھ لیں تو پھر اندازہ ہو گا کہ کتنی مشکل مگر کتنی لازمی پیروی ہے۔ مشکل تو ہے کیونکہ یہ سفر بہت طویل ہے۔ ایک عام انسان کے لئے اس سفر کی آخری منازل کے لئے تصور بھی ممکن نہیں ہے۔ لیکن یہ چند دن تو ہیں ان دنوں میں اللہ خود قریب آجا تا ہے۔ یہ وہ دن ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ کی پیروی آسان کر دی جاتی ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23 جنوری 1998 مطبوعہ الفضل انٹر نیشنل لندن 12 مارچ 1998)

☆ پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"پس اپنی عبادتوں کے معیار کو اونچا کرنے کے لئے یہ چند دن رہ گئے ہیں اور ان چند دنوں کے بارے میں خُدا تعالیٰ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ یہ جو آخری عشرہ کے دن ہیں یہ اس برکتوں والے مہینے کی وجہ سے جہنم سے نجات دلانے کے دن ہیں، گناہگار سے گناہگار شخص بھی اگر خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکے تو اپنے آپ کو آگ سے بچانے والا ہو گا۔ پس یہ گناہگار سے گناہگار شخص کے لئے بھی ایک خوشخبری ہے کہ اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے سامان کر لو۔ پس... ہر ایک کو اللہ تعالیٰ کا خوف اور اُس کی خشیت دل میں پیدا کرتے ہوئے ان آخری دنوں کی برکات سے فیض اُٹھاتے ہوئے، دعائیں کرتے ہوئے، خُدا تعالیٰ کا فضل مانگتے ہوئے ان بقیہ دنوں کے فیض سے فیضیاب ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور یہ دن جو ہیں ان کو دعاؤں میں گزارنا چاہیئے... یہ دعا کرنی

چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اس دنیا کی ہوا و ہوس کی جہنم سے بھی ہمیں نجات دے ،ہماری دعائیں قبول فرمائے،ہماری توبہ قبول فرماتے ہوئے ہمیں اپنی رضا حاصل کرنے والا بنا دے۔’’آمین۔

(خطبات مسرور جلد3صفحہ644,640)

Back to Top

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ　　　　بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

استغفار کی حقیقت وبرکات

☆ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ اَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِیْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ (هود:04)

ترجمہ : نیز یہ کہ تم اپنے ربّ سے اِستغفار کرو پھر اس کی طرف توبہ کرتے ہوئے جھکو تو تمہیں وہ ایک مقررہ مدت تک بہترین سامانِ مَعِیشَت عطا کرے گا اور وہ ہر صاحبِ فضیلت کو اس کے شایانِ شان فضل عطا کرے گا۔

☆حضرت اِبن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جو شخص ہمہ وقت اِستغفار کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ ہر تنگی کے وقت اس کے نکلنے کے لئے راہ پیدا کردیتا ہے اور ہر غم سے نجات دیتا ہے اور اسے اس راہ سے رزق عطا فرماتا ہے جس کا وہ گمان بھی نہ کرسکے۔“

(ابو داؤد کتاب الوتر باب فی الاستغفار)

☆حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے تھے کہ بخدا میں اللہ تعالیٰ سے دن میں 70 مرتبہ سے بھی زیادہ توبہ و اِستغفار کرتا ہوں۔“

(صحیح بخاری کتاب الدعوات باب استغفار النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الیوم واللیلۃ)

☆سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اِستغفار کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”استغفار کے حقیقی اور اصلی معنے یہ ہیں کہ خدا سے درخواست کرنا کہ بشریت کی کوئی کمزوری ظاہر نہ ہو۔اور خدا فطرت کو اپنی طاقت کا سہارا دے اور اپنی حِمایت اور نُصرت کے حلقہ کے اندر لے لے۔یہ لفظ غَفَرَ سے لیا گیا ہے جو ڈھانکنے کو کہتے ہیں۔سو اس کے یہ معنے ہیں کہ خدا اپنی قوت کے ساتھ شخصِ مُستَغفِر کی فطرتی کمزوری کو ڈھانک لے۔... اور یہ بھی مراد کہ خدا گناہ کو جو صادِر ہو چکا ہے ڈھانک لے۔لیکن اصل اور حقیقی معنے یہی ہیں کہ خدا اپنی خدائی کی طاقت کے ساتھ مُستَغفِر کو جو اِستغفار کرتا ہے فطرتی کمزوری سے بچاوے۔اور اپنی طاقت سے طاقت بخشے اور اپنے علم سے علم عطا کرے اوراپنی روشنی سے روشنی دے۔“

(ریویو آف ریلیجنز اردو جلد1 نمبر5 صفحہ 187-188)

☆آپؑ اِستغفار کو روحانی طاقت کے حصول کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

Back to Top

" صوفیوں نے لکھا ہے کہ جیسے ورزش کرنے سے مثلاً مُگدروں اور مُوگریوں کے اُٹھانے اور پھیرنے سے
جسمانی قوت

اور طاقت بڑھتی ہے۔اِسی طرح پر روحانی مُگدر اِستغفار ہے۔اس کے ساتھ رُوح کو ایک قوت ملتی ہے اور دل میں اِستقامت پیدا ہوتی ہے۔جسے قوت لینی مطلوب ہو وہ اِستغفار کرے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 348)

☆سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں :

"اِستغفار کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل اور قُرب کی چادر میں لپٹنے کی دُعا مانگی جائے۔جب انسان اس طرح دعا مانگ رہا ہو تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ دُعا نہ سنے اور انسان کی دنیا و آخرت نہ سنورے۔"

(خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 303)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

توبہ و استغفار (1)

☆ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ وَ یُحِبُّ الۡمُتَطَہِّرِیۡنَ (البقرہ:223)

اللہ اُن سے جو اُس کی طرف بار بار رجوع کرتے ہیں یقینا محبت کرتا ہے اور (ظاہری و باطنی) صفائی رکھنے والوں سے (بھی یقینا) محبت کرتا ہے۔

☆حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

گناہ سے سچی توبہ کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے اُس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔جب اللہ تعالیٰ کسی انسان سے محبت کرتا ہے تو گناہ اُسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔یعنی گناہ کے مُحرّکات اُسے بدی کی طرف مائل نہیں کر سکتے اور گناہ کے بد نتائج سے اللہ تعالیٰ اُسے محفوظ رکھتا ہے۔پھر حضورؐ نے یہ آیت پڑھی اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ وَیُحِبُّ الۡمُتَطَہِّرِیۡنَ۔عرض کیا گیا یارسول اللہ !توبہ کی علامت کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایاندامت اور پشیمانی علامتِ توبہ ہے۔

(الدرّالمنثور۔قشیریہ باب التوبہ)

☆سیدنا حضرت مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں:

”سارا قرآن شریف اِس بارہ میں بھرا پڑا ہے کہ ندامت اور توبہ اور ترکِ اصرار اور استغفار سے گناہ بخشے جاتے ہیں بلکہ خدا تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے پیار کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ وَیُحِبُّ الۡمُتَطَہِّرِیۡنَ۔یعنی اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے پیار کرتا ہے اور نیز اُن لوگوں سے پیار کرتا ہے کہ جو اِس بات پر زور لگاتے ہیں کہ کسی طرح گناہ سے پاک ہو جائیں۔“

(چشمہ معرفت از روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 24)

☆حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل (اللہ آپ سے راضی ہو)فرماتے ہیں:

”کثرت کے ساتھ استغفار پڑھو۔استغفار سے یہ مراد ہر گز نہیں کہ طوطے کی طرح ایک لفظ رٹتے رہو۔بلکہ اصل غرض یہ ہے کہ استغفار کے مفہوم اور مطلب کو ملحوظ رکھ کر خدا تعالیٰ سے مدد چاہو اور وہ یہ ہے کہ جو انسانی کمزوریاں صادر ہو چکی ہیں اللہ تعالیٰ اُن کے بد نتائج سے محفوظ رکھے اور آئندہ کے لئے اُن کمزوریوں کو دور

کرے اور اُن جوشوں کو جو ہلاک کرنے والے ہوتے ہیں دبائے رکھے، پھر دعاؤں سے کام لے اور جہاں تک ممکن ہو راستبازوں کی صحبت میں رہے۔اگر اس نسخہ پر عمل

کرو گے تو میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یقین رکھتا ہوں کہ وہ تمہیں محروم نہ کرے گا۔"

(خطباتِ نور صفحہ186)

☆پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیزفرماتے ہیں:

"یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ڈھٹائی سے گناہوں پر مُصر رہنے والے کو اللہ تعالیٰ نے عذاب کی خبر بھی دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمت کو سمیٹنے کے لئے ضروری ہے کہ اس طرف قدم بھی بڑھنے شروع ہو جائیں۔جب گناہوں کا احساس ہو جائے، جب آدمی غلطی کر لے تو پھر گناہ کا احساس ہونے کے بعد اُس کی رحمت اور بخشش کی طلب بھی شروع ہو جائے۔اُن سے بچنے کی کوشش بھی شروع ہو جائے۔پھر ہی یہ امید بھی رکھنی چاہئے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دلائی ہے کہ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ(الزمر:54)۔"

(خطباتِ مسرور جلد2صفحہ33)

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

توبہ و استغفار (2)

☆ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ اَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَتَاعًا حَسَنًا اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِىْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ (ھود:04)

نیز یہ کہ تم اپنے ربّ سے اِسْتِغْفَار کرو پھر اُس کی طرف توبہ کرتے ہوئے جھکو تو تمہیں وہ ایک مقررہ مدت تک بہترین سامانِ مَعِیشَت عطا کرے گا اور وہ ہر صاحبِ فضیلت کو اُس کے شایانِ شان فضل عطا کرے گا۔

☆حضرت اِبن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص ہمہ وقت اِسْتِغْفَار کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ ہر تنگی کے وقت اُس کے نکلنے کے لئے راہ پیدا کردیتا ہے اور ہر غم سے نجات دیتا ہے اور اُسے اُس راہ سے رزق عطا فرماتا ہے جس کا وہ گمان بھی نہ کرسکے۔

(ابو داؤد کتاب الوتر باب فی الاستغفار)

☆حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

” بعض آدمی ایسے ہیں کہ اُن کو گناہ کی خبر ہوتی ہے اور بعض ایسے کہ اُن کو گناہ کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ اِسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے اِستِغفَار کا اِلتِزَام کرایا ہے کہ انسان ہر ایک گناہ کے لئے خواہ وہ ظاہر کا ہو خواہ باطن کا ہو،اُسے علم ہو یا نہ ہو۔اور ہاتھ اور پاؤں اور زبان اور ناک اور کان اور آنکھ اور سب قسم کے گناہوں سے اِستِغفَار کرتا رہے۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 577)

☆آپ علیہ السلام اِستِغفَار کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اِستِغفَار کے حقیقی اور اصلی معنے یہ ہیں کہ خدا سے درخواست کرنا کہ بشریت کی کوئی کمزوری ظاہر نہ ہو۔اور خدا فطرت کو اپنی طاقت کا سہارا دے اور اپنی حِمایت اور نُصرت کے حلقہ کے اندر لے لے۔یہ لفظ غَفَرَ سے لیا گیا ہے جو ڈھانکنے کو کہتے ہیں۔سو اس کے یہ معنے ہیں کہ خدا اپنی قوت کے ساتھ شخصِ مُستَغفِر کی فطرتی کمزوری کو ڈھانک لے ... اور یہ بھی مراد کہ خدا گناہ کو جو صادِر ہو چکا ہے ڈھانک لے۔لیکن اصل اور حقیقی معنے یہی ہیں کہ خدا اپنی خدائی کی طاقت کے ساتھ مُستَغفِر کو جو اِستِغفَار کرتا ہے فطرتی کمزوری سے بچاوے۔ اور اپنی طاقت سے طاقت بخشے اور اپنے علم سے علم عطا کرے اوراپنی روشنی سے روشنی دے۔“

(ریویو آف ریلیجنز اردو جلد1 نمبر5 صفحہ 187-188)

☆ہمارے پیارے اِمام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”استغفار کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اُس کے فضل اور قُرب کی چادر میں لپٹنے کی دُعا مانگی جائے۔جب انسان اس طرح دعا مانگ رہا ہو تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ دُعا نہ سنے اور انسان کی دنیا و آخرت نہ سنورے۔“

(خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 303)

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

توبہ و استغفار (3)

☆ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ اَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَیْهِ یُمَتِّعْکُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی وَّیُؤْتِ کُلَّ ذِیْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ط

(ھود:04)

نیز یہ کہ تم اپنے ربّ سے اِستغفار کرو پھر اُس کی طرف توبہ کرتے ہوئے جھکو تو تمہیں وہ ایک مقررہ مدت تک بہترین سامانِ مَعِیشَت عطا کرے گا اور وہ ہر صاحبِ فضیلت کو اُس کے شایانِ شان فضل عطا کرے گا۔

☆حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص ہمہ وقت اِستغفار کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ ہر تنگی کے وقت اُس کے نکلنے کے لئے راہ پیدا کردیتا ہے اور ہر غم سے نجات دیتا ہے اور اُسے اُس راہ سے رزق عطا فرماتا ہے جس کا وہ گمان بھی نہ کرسکے۔

(ابو داؤد کتاب الوتر باب فی الاستغفار)

☆نیزایک موقعہ پر فرمایا:

بخدا میں اللہ تعالیٰ سے دن میں 70 مرتبہ سے بھی زیادہ توبہ و اِستغفار کرتا ہوں۔

(صحیح بخاری کتاب الدعوات باب استغفار النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الیوم واللیلۃ)

☆حضرت مسیح موعود علیہ السلام اِستغفار کو روحانی طاقت کے حصول کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں :

”صوفیوں نے لکھا ہے کہ جیسے ورزش کرنے سے مثلاً مُگدَروں اور مُوگریوں کے اُٹھانے اور پھیرنے سے جسمانی قوت اور طاقت بڑھتی ہے۔اِسی طرح پر روحانی مُگدَر اِستغفار ہے۔اس کے ساتھ رُوح کو ایک قوت ملتی ہے اور دل میں اِستقامت پیدا ہوتی ہے۔جسے قوت لینی مطلوب ہو وہ اِستغفار کرے۔“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 348)

نیز فرمایا:

” اِستغفار اور توبہ دو چیزیں ہیں۔ایک وجہ سے اِستغفار کو توبہ پر تَقَدُّم ہے ،کیونکہ اِستغفار مدد اور قوت ہے جو خدا سے حاصل کی جاتی ہے۔اور توبہ اپنے قدموں پر کھڑا ہونا ہے۔عادتُ اللہ یہی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ سے مدد چاہے گا ،تو خدا تعالیٰ ایک قوت دے دے گا۔اور پھر اس قوت کے بعد اِنسان اپنے پاؤں پر کھڑا ہوجاوے گا اور نیکیوں کے کرنے کے لئے اُس میں ایک قوت پیدا ہوجاوے گی۔جس کا نام تُوبُوا اِلَیہِ ہے۔“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 349)

☆پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

” اِستغفار صرف گناہوں سے بخشش کے لئے ہی نہیں ہے بلکہ آئندہ گناہوں سے بچانے کے لئے بھی ضروری ہے تاکہ فطرتی کمزوری کمزور پڑتی جائے اور انسان مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی رضا پر قدم مارنے والا ہو۔یہ اللہ تعالیٰ

Back to Top

کا بڑا احسان ہے کہ ایک تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں مسلسل کوشش کے ساتھ اور ہمیشہ کوشش کے ساتھ اِستغفار کی طرف متوجہ رہنے کا حکم فرمایا...

اِستغفار وہ ہتھیار ہے جس سے شیطان کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے اور توبہ اس ہتھیار کا استعمال کرنا ہے۔یعنی اُن عملی قوتوں کا اظہار جس سے شیطان دُو ر رہے۔ہمارا نفس کبھی مغلوب نہ ہو اور اس کے لئے وہ نیکیاں اور اعمال کرنے کی مسلسل کوشش ضروری ہے جن کے کرنے کا ہمیں خداتعالیٰ نے حکم دیا ہے،ورنہ اِستغفار نتیجہ خیز نہیں ہو سکتا۔بخشش کا حصول ممکن نہیں...پس خوش قسمت ہیں ہم میں سے وہ جو حقیقی اِستغفار کرنے والے اور خالص توبہ کرنے والے ہیں۔"

(خطباتِ مسرور جلد6صفحہ 382 (3)85 (3)87)

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

توبہ و استغفار (4)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (الزمر:54)

تُو کہہ دے اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔یقیناً اللہ تمام گناہوں کو بخش سکتا ہے وہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

☆حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا:

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ

گناہ سے توبہ کرنے والا اُس شخص کی طرح ہوتا ہے جس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔

(الدّر المنثور جلد1صفحہ261)

☆حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اے ابن آدم !جب تک تُو مجھ سے گناہوں کی بخشش مانگے اور بخشش کی اُمید رکھے گا میں تجھے بخش دوں گا۔تجھ میں جو بھی گناہ ہوں مجھے کوئی پرواہ نہیں لَوْبَلَغَتْ ذُنُوْبُکَ عَنَانَ السَّمَاءِ اگر چہ تیرے گناہ آسمان تک پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے بخشش مانگے میں تجھے بخش دوں گا اور مجھے کوئی پرواہ نہیں اگر تُو اس حال میں مجھے ملے کہ ساری زمین تیرے گناہوں سے بھری ہو تو میں بھی اُتنی ہی بڑی مغفرت کے ساتھ تیرے پاس آوں گا۔

(سنن ترمذی باب فضل التوبۃ الاستغفار)

☆حَضرتُ اَقْدَس مَسِیح مَوعُود وَ مَہدِی مَعہُود عَلَیہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ فرماتے ہیں :

" استغفارایک عربی کا لفظ ہے اس کے معنی ہیں طلبِ مغفرت کرنا یا الٰہی ہم سے پہلے جو گناہ سر زد ہو چکے ہیں اُن کے بد نتائج سے ہمیں بچا اور آئندہ ایسی حفاظت کر کہ گناہ ہم سے سر زد ہی نہ ہوں۔ "

(ملفوظات جلد 5صفحہ 609)

☆مزید فرمایا:

" قوت حاصل کرنے کے واسطے استغفار ہے جس کو دوسرے لفظوں میں اِستمِدَاد اور اِستِعَانَت بھی کہتے ہیں ۔اس کیساتھ روح کو ایک قوت ملتی ہے اور دل میں استقامت پیدا ہوتی ہے۔جسے قوت لینی مطلوب ہو وہ اِستغفار کرے۔"

(ملفوظات جلد1صفحہ348)

☆پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیزفرماتے ہیں:

" اِستغفار وہ ہتھیار ہے جس سے شیطان کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے اور توبہ اُس ہتھیار کا استعال کرنا ہے۔یعنی اُن عملی قوتوں کا اظہار جس سے شیطان دور رہے، ہمارا نفس کبھی مغلوب نہ ہو اور اس کے لئے وہ نیکیاں اور اعمال کرنے کی مسلسل کوشش ضروری ہے جن کے کرنے کا ہمیں خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے ورنہ استغفار نتیجہ خیز نہیں ہو سکتا،بخشش کا حصول ممکن نہیں...حقیقی فائدہ تبھی ہو گا جب استغفار سے جو قوت حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اُس کا اللہ تعالیٰ کے لئے خالص ہوتے ہوئے استعال ... کیا جائے۔اللہ تعالیٰ نے گناہوں کو ڈھانکنے کی جو قوت عطا کی ہے ،جن گناہوں کو دور کرنے کی توفیق بخشی ہے،استغفار کرتے ہوئے اپنے دل کو ایک انسان نے گناہوں سے جو خالی کیا ہے تو فوری طور پر اُنہیں نیکیوں سے بھرنے کی کوشش کی جائے،اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کی جائیں ورنہ اگر دل کا برتن نیکیوں سے خالی رہا تو شیطان پھر اُسے اُنہیں غلاظتوں سے دوبارہ بھر دے گا...یہ بندے کا کام ہے کہ استغفار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکے پھر دیکھے اللہ تعالیٰ کس طرح اُس کی طرف بڑھتا ہے۔"

(خطباتِ مسرور جلد6صفحہ387,385)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

Back to Top

توبہ و استغفار (5)

قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (الزمر:54)

تُو کہہ دے اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔یقیناً اللہ تمام گناہوں کو بخش سکتا ہے وہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

☆حضرت شداد بن اوسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سید الاستغفار یہ ہے کہ تُو کہے:

اَللّٰھُمَّ أَنْتَ رَبِّی لاَ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِی وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِی فَاغْفِرْ لِی فَاِنَّهُ لاَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔

(بخاری باب افضل الاستغفار)

اے اللہ تُومیرا رب ہے۔تیرے سوا کوئی معبود نہیں تُو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں تیرے عہد اور تیرے وعدے پر قائم ہوں جہاں تک مجھ سے ہو سکا۔میں تیری پناہ میں آتا ہوں اُس کام کی برائی سے جو میں نے کیا۔میں تیرے حضور اُس نعمت کا اقرار کرتا ہوں جو تُونے مجھ پر کی اور میں اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہوں۔پس تُومجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا۔

☆آپ ﷺ نے فرمایا:

صبح کے وقت یقین کے ساتھ یہ دعا کرنے والا اگر شام سے پہلے مر جائے تو وہ جنت میں داخل ہوگااور اگر شام کے وقت یقین کے ساتھ یہ دعا کرنے والا صبح سے پہلے فوت ہو جائے گا تو وہ جنتیوں میں سے ہو گا۔

☆حَضرَتْ اَقْدَسْ مَسِیْح مَوْعُود وَ مَہدِی مَعْہُود عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ گناہوں سے پاک ہونے کے لئے ان الفاظ میں دعا کرتے:

”میں گناہگارہوں اور کمزور ہوں۔تیری دستگیری کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔تُو آپ رحم فرما اورمجھے گناہوں سے پاک کر،کیونکہ تیرے فضل وکرم کے سوا کوئی اَور نہیں جو مجھے پاک کرے۔“

(البدر جلد نمبر4)

☆پھر آپؑ فرماتے ہیں:

”خواہشِ اِستغفار فخر انسان ہے۔جو شخص کسی عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا اور پھر ہمیشہ کے لئے اِستغفار اپنی عادت نہیں پکڑتا وہ کیڑا ہے نہ انسان ،اور اندھاہے نہ سوجاکھا اور ناپاک ہے نہ طیّب۔“

Back to Top

(اسلامی اصول کی فلاسفی،روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 413)

☆پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا (التحریم: 9)اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ تعالیٰ کی طرف خالص توبہ کرتے ہوئے جھکو۔پس وہی استغفار دائمی بخشش کا سامان کرتا ہے جس کے ساتھ خالص توبہ ہو،جس کو پھر انسان نیکیوں سے بھرتا چلا جائے۔حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا ہمیشہ خیال رکھے،ایک مسلسل کوشش کرے...

پس پہلے ذہنوں کو پاک رکھنے کے لئے استغفار کے ساتھ جہاد کیا جائے۔ پھر چھوٹی سے چھوٹی بُرائی پر بھی احساسِ ندامت اور شرمندگی ہو۔اور پھر مضبوط قوتِ ارادی چاہئے کہ چاہے جو بھی حالات ہوں ،جو بھی لالچ ملے بُرائیوں کے قریب نہیں جانا اور اپنے ہر فعل اور عمل کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع کرنے کی کوشش کرنی ہے...پس خوش قسمت ہیں ہم میں سے وہ

جو حقیقی استغفار کرنے والے اور خالص توبہ کرنے والے ہیں۔“

(خطباتِ مسرور جلد6 صفحہ 387,385)

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سچی توبہ واستغفار

☆ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيْعاً إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيْمُ ۔ وَأَنِيْبُوا إِلَى رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنصَرُون۔(الزمر:۵۵،۵۴)

ترجمہ :تُو کہہ دے کہ اے میرے بندو!جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔یقینا اللہ تمام گناہوں کو بخش سکتا ہے۔یقینا وہی بہت بخشنے والا (اور)باربار رحم کرنے والاہے۔اور اپنے رب کی طرف جھکو اور اُس کے فرمانبردار ہوجاؤ پیشتر اِس کے کہ تم تک عذاب آجائے پھر تم کوئی مدد نہیں دیے جاؤ گے۔

☆حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

Back to Top

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے سے اُس کے اُس حُسن ظن کے مطابق سلوک کرتا ہوں جو وہ میرے متعلق رکھتا ہے۔جہاں بھی وہ میرا ذکر کرتا ہے میں اُس کے ساتھ ہوتا ہوں خدا کی قسم ! اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی توبہ پر اتنا خوش ہوتا ہے کہ اتنا خوش وہ شخص بھی نہیں ہوتا جسے جنگل بیابان میں اپنی گمشدہ اُونٹنی مل جائے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص مجھ سے بالشت بھر قریب ہوتا ہے میں اُس سے گز بھر قریب ہوتا ہوں ،اگر وہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے تو میں دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں،اور جب وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اُس کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں۔“

(مسلم کتاب التوبۃ باب فی الحض علی التوبۃ)

☆حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا مُشک اور عطر کی طرح ہے جو کسی طرح سے چھُپ نہیں سکتا۔یہی تاثیریں ہیں سچی توبہ میں۔جب انسان سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پہلے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔پھر اُسے نیک اعمال کی توفیق ملتی ہے۔اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔خدا اس کے دوستوں کا دوست اور اس کے دشمنوں کا دشمن ہو جاتا ہے اور وہ تقدیر جو شامتِ اعمال سے اس کے لیے مقرر ہوئی ہے،دور کی جاتی ہے۔اس امر کے دلائل بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ انسان اپنی اس مختصر زندگی میں بلاؤں سے محفوظ رہنے کا کس قدر محتاج ہے اور چاہتاہے کہ ان بلاؤں اور وباؤں سے محفوظ رہے جو شامتِ اعمال کی وجہ سے آتی ہیں اوریہ ساری باتیں سچی توبہ سے حاصل ہوتی ہیں۔پس توبہ کے فوائد میں سے ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا حافظ اور نگران ہو جاتا ہے۔اور ساری بلاؤں کو خدادور کر دیتاہے اور اُن منصوبوں سے جو دشمن اس کے لیے تیار کرتے ہیں اُن سے محفوظ رکھتا ہے اور اس کا یہ فضل اور برکت کسی سے خاص نہیں بلکہ جس قدر بندے ہیں خدا تعالیٰ کے ہی ہیں۔اس لیے ہر ایک شخص جو اُس کی طرف آتا ہے اور اس کے احکام اور اوامر کی پیروی کرتا ہے وہ بھی ویسا ہی ہوگا جیسے پہلا شخص توبہ کر چکا ہے۔وہ ہر ایک سچے توبہ کرنے والے کو بلاؤں سے محفوظ رکھتا ہے اور اس سے محبت کرتا ہے۔پس یہ توبہ جو آج اس وقت کی گئی ہے یہ مبارک اور عید کا دن ہے۔اور یہ عید ایسی عید ہے جو کبھی میسر نہیں آئی ہوگی۔ایسا نہ ہو کہ تھوڑے سے خیال سے ماتم کا دن بنادو۔عید کے دن اگر ماتم ہو تو کیسا غم ہوگا ہے کہ دوسرے خوش ہوں اور اس کے گھر ماتم ہو۔موت تو سب کو ناگوار معلوم ہوتی ہے۔لیکن جس کے گھر عید کے دن موت ہو وہ کس قدر ناخوشگوار ہوگی۔“

(ملفوظات جلد 4صفحہ120)

☆پھر آپؑ فرماتے ہیں

”جب خدا تعالیٰ کسی پر فضل کے ساتھ نگاہ کرتا ہے،تو عام طور پر دلوں میں اس کی محبت کا القاء کر دیتا ہے،لیکن جس وقت انسان کا شر حد سے زیادہ گزر جاتا ہے،اس وقت آسمان پر اس کی مخالفت کا ارادہ ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کے منشاء کے موافق لوگوں کے دل سخت ہوتے جاتے ہیں،لیکن جونہی وہ توبہ استغفار کے ساتھ خدا کے آستانہ پر گر کر پناہ لیتا ہے،تو اندر ہی اندر ایک رحم پیدا ہوتا جاتا ہے اور کسی کو پتہ بھی نہیں لگتا کہ اس کی محبت کا بیج لوگوں کے دلوں میں بو دیا جاتا ہے۔غرض توبہ استغفار ایسا محرب نسخہ ہے کہ خطا نہیں جاتا۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 197)

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ　　　　بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

استغفارمیں مداومت

☆ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَسَبِّحْ بِحَمْدِرَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّاباً (النصر:۴)

ترجمہ:پس اپنے رب کی حمد کے ساتھ (اس کی) تسبیح کراوراس سے مغفرت مانگ۔یقیناوہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔

☆حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

" جو شخص استغفار کو چمٹا رہتا ہے (یعنی استغفار کرتا رہتا ہے)اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کی راہ بنا دیتا ہے اور اس کی ہر مشکل سے اس کی کشائش کی راہ پیدا کردیتا ہے اوراسے ان راہوں سے رزق عطا کرتا ہے جن کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتا۔"

(سنن ابی داوٗد۔کتاب الوتر۔باب فی الاستغفار)

☆حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

" استغفار کے حقیقی اور اصلی معنی یہ ہیں کہ خدا سے درخواست کرنا کہ بشریت کی کوئی کمزوری ظاہر نہ ہو اور خدا فطرت کو اپنی طاقت کا سہارا دے اور اپنی حمایت اور نصرت کے حلقہ کے اندر لے لے... سو اس کے یہ معنی ہیں کہ خدا اپنی قوت کے ساتھ شخص مستغفر کی فطرتی کمزوری کو ڈھانک لے۔"

(ریویو آف ریلیجنز جلدا نمبر۵ مئی۱۹۰۲ء صفحہ۱۸۷تا۱۸۸)

☆فرمایا:

"بعض آدمی ایسے ہیں کہ ان کو گناہ کی خبر ہوتی ہے اور بعض ایسے کہ ان کو گناہ کی خبر بھی نہیں ہوتی۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے استغفار کا التزام کرایا ہے کہ انسان ہر ایک گناہ کے لئے خواہ وہ ظاہر کا ہو خواہ باطن کا ہواسے علم ہویا نہ ہو اور ہاتھ اور پاؤں اور زبان اور ناک اور کان اور آنکھ اور سب قسم کے گناہوں سے استغفار کرتا رہے۔آج کل آدمؑ کی دعا پڑھنی چاہیئے:رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (الاعراف : ۲۴)

یہ دعا اول ہی قبول ہو چکی ہے غفلت سے زندگی بسر مت کرو جو شخص غفلت سے زندگی نہیں گذارتا ہرگز امید نہیں کہ وہ کسی فوق الطاقت بلا میں مبتلا ہو کوئی بلا بغیر اذن کے نہیں آتی۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۵۷۷جدید ایڈیشن)

☆سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں :

"اِستِغفَار کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل اور قُرب کی چادر میں لِپٹنے کی دُعا مانگی جائے۔ جب انسان اس طرح دعا مانگ رہا ہو تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ دُعا نہ سنے اور انسان کی دنیا و آخرت نہ سنورے۔"

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 28مارچ2008ء۔مشعل راہ جلد پنجم حصہ پنجم صفحہ 128)

☆فرمایا:

"استغفار کا حکم ایک ایسا حکم ہے جو اللہ تعالیٰ نے خود بھی مومنوں کو دیا اور انبیاء کے ذریعہ سے بھی کہلوایا اور مومنین کو استغفار کی طرف توجہ دلائی۔انبیاء کو کہا کہ مومنوں کو استغفار کی طرف توجہ دلاؤ اور جب اللہ تعالیٰ مومنوں کو وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰہَیعنی اللہ سے بخشش مانگو ،کا حکم دیتاہے تو ساتھ ہی یہ بھی فرماتاہے کہ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ یقینا اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور باربار رحم کرنے والاہے۔پس جب اللہ تعالیٰ یہ اعلان آنحضرتﷺ سے بھی کرواتا ہے کہ مومنوں کو بتا دو کہ...بخشش میرے سے مانگو، میں بخشوں گا۔بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہوں تو اللہ تعالیٰ پھر بخشتا بھی ہے۔یہ نہیں ہو سکتاکہ اللہ تعالیٰ کے بندے بخشش مانگتے ہوئے اس کے آگے جھکیں اور بخشے نہ جائیں۔اصل میں تو یہ رحمت، بخشش اور آگ سے نجات ایک ہی انجام کی کڑیاں ہیں اور وہ ہے شیطان سے دوری اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنا ...جب تسلسل کے ساتھ استغفار اور گناہوں سے بچنے کی کوشش ہو ، اللہ تعالیٰ کی رحمت کا اُس استغفار کی وجہ سے مومن نظارہ کر رہا ہو، اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنتوں سے فیض پا رہا ہو تو پھر وہ نجات پا گیا۔پھر اس کو آگ کس طرح چھو سکتی ہے...پس استغفار صرف گناہوں سے بخشش کیلئے ہی نہیں ہے بلکہ آئندہ گناہوں سے بچانے کیلئے بھی ضروری ہے تا کہ فطرتی کمزوری کمزور پڑتی جائے اور انسان مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی رضا پر قدم مارنے والا ہو"۔

(خطبات مسرور جلد ششم صفحہ ۳۸۱تا۳۸۲و۳۸۴۔خطبہ جمعہ بیان فرمودہ ۱۹ستمبر۲۰۰۸ء)

Back to Top